**حدود و + تعزیرات** criminal law of Islam

**تعارف :** Introduction حدود "حد" کی جمع ہے اور حد کے اصل معنی ہیں ممنوع  یا حائل،[[المنجد : ١٤٠]](http://archive.org/stream/AlMunajjadByShaykhAbdulHafeezBalyavir.a#page/n140/mode/1up)  شرعی سزاؤں کو " حدود " اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ سزائیں بندوں کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا.

"حدود اللہ" محارم کے معنی میں بھی آتاہے۔فرمان الہی ہے : **تِلكَ حُدودُ اللَّهِ فَلا تَقرَبوها...[٢/١٨٧]** (**یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی سو انکے نزدیک نہ جاؤ**).

**حدود الله :**  ہمیشہ کے لئے مقرر کردہ چند جرائم کی سزائیں جن کا ذکر قرآن و سنّت میں آتا ہو، جن میں (سفارش و ترمیم) سے تبدیلی کا حق کسی (نبی) کو بھی نہیں ہے۔

**تعزیرات :** تعزیر لفظ "عزر" سے ماخوذ ہے، جس کی معنیٰ "منع/باز رکھنا، واپس کرنا" ہے. فقہی اصطلاح میں حدود کے سوا بقیہ جرائم کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے، جن کا تعین وقت کے حاکم/قاضی کی مرضی پر چھوڑ دی گئی ہوں. (یہ قرآن مجید سے مقرر و متعین نہیں، سنّت سے ان سازوں میں کمی و زیادتی ثابت ہے)

**تفصیل:**

شریعت میں سزائیں تین طرح کی ہیں :

١) وہ سزائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے متعین کر دیا ہے مگر ان کے اجزاء کو خود بندوں پر چھوڑ دیا ہے ۔ کسی حکومت کو دخل انداز ہونے کا حق نہیں ہے ، شریعت میں اسے کفارہ کا نام دیا گیا ہے۔ جیسے قسم کی خلاف ورزی یا رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ توڑ دینے کا نام کفارہ ! جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:  **تِلكَ حُدودُ اللَّهِ فَلا تَعتَدوها...[٢/٢٢٩]** **(یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو**)

٢) وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں ،

ان سزاؤں کو جاری کرنے کا اختیار تو حاکم یا حکومت کو ہے

ان میں قانون سازی کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے ، اس طرح کی سزا کو شریعت میں "**حد"**کہتے ہیں جیسے چوری ، زنا ، اور شراب نوشی کی سزا

٣) وہ سزائیں جنہیں کتاب وسنت نے متعین تو نہیں کیا ہے مگر جن برے کاموں کی یہ سزائیں ہیں ان کو جرائم کی فہرست میں داخل کیا ہے اور سزا کے تعین کا مسئلہ حاکم یا حکومت کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ موقع ومحل اور ضرورت کے مطابق سزا خود متعین کریں ۔

گویا اس قسم کی سزاؤں میں حکومت کو قانون سازی کا حق بھی حاصل ہے مگر اس دائرہ کے اندر رہ کر جو شریعت نے متعین کر رکھا ہے اس طرح کی سزا شریعت میں " تعزیر" کہلاتی ہے ۔

حدود اور تعزیرات میں فرق:

1۔حد میں کسی کو ترمیم و تبدیلی ، یا ختم کرنےکی اجازت نہیں **2**۔حد نابالغ پر واجب نہیں مگر تعزیر اس پر بھی مشروع ہے

3۔ شک کی حالت میں حد کا اجرا ساقط ہوجاتا ہے ۔ 4۔حد صرف حکمرانِ وقت / قائم مقام حکمران جاری کر سکتا ہے

**3-سزا کا فلسفہ ، حکمت اور فوائد**

* Concept of crime and punishment
* Role of Islamic criminal law in eliminate crimes in the society

ارادہ و اختیار کی نعمت   
غلط استعمال کے سبب زمین میں فساد  ،اس کا پہلا واقعہ قابیل نے ہابیل کو قتل ، فرشتوں کی بات سچ ثابت ہو ئی: أتجعل فيها من یفسد فيها ویسفک الدماء (البقرة30   
گویا یہ ضرورت خود بخود سامنے : کہ انسان کو انسان کے ظلم سے بچانے کا کوئی تدبیر ہونی چاہیے۔  
۲ تدابیر: ۱:تعلیم و تربیت اور ماحول کی درستگی میڈیسن سے علاج

۲: سزا ور آپریشن

**ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** (سورة الروم: ٤١)

**عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال :" إقامة حد من حدود الله خيرمن مطر أربعين ليلة في بلاد الله عز و جل "(سنن ابن ماجة: 2537 باب إقامة الحدود حديث صحيح)**

گویا :حد جاری کرنا گویا مخلوق کو گناہ سے اور جرائم سے روکنا ہے اور یہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے یعنی نزول برکات کا سبب ہے

اس کے برعکس حدود کو معاف کرنا یا ان کو جاری کرنے میں سستی کرنا گویا مخلوق کو گناہ وجرائم میں مبتلا ہونے کا موقع دینا ہے

اور گناہ ومعاصی کا پھیل جانا قحط سالی میں گرفتار ہونے کا سبب اور انسان ہی نہیں بلکہ غیر انسانی مخلوق کو بھی ہلاکت وبربادی کے دروازے پر پہنچانے کا ذریعہ ہے جیسا کہ منقول ہے کہ چرند پرند بنی آدم کے گناہوں کے سبب دبلاپے سےمر جاتا ہے یعنی انسان عمومی طور پر برائیوں کی راہ پر لگ جاتا ہے اور گناہ ومعاصی کے ارتکاب کی کثرت ہو جاتی ہے تو اس کی نحوست سے اللہ تعالیٰ بارش نہیں برساتا اور جب بارش نہیں ہوتی تو صرف انسانوں ہی کے لئے قحط نہیں پھیلتا بلکہ اس کی وجہ سے چرند وپرند بھی اپنے رزق سے محروم ہو جاتے ہیں اور وہ بھی مرنے لگتے ہیں ۔

**1) سزائیں، فطرت اور عدل کے مطابق**  
ياللہ نے انسان کی تخلیق کی اور وہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی اصلاح کیسے اور کتنی سزا سے ہو سکتی ہے، لہذا اسلامی حدود و تعزیرات کا نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، ایک شادی شدہ مرد و عورت کے لئے جب رجم کی سزا : تجربے اور مشاہدے میں یہی آتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو دیکھتا ہے تو غیرت کے مارے دونوں کو قتل کرنے کے درپے ہوتا ہے اور یہی سزا جب اسلام سناتا ہے تو یہ ظالمانہ نہیں اور نہ صرف فطرت کے عین مطابق ہے بلکہ اپنے اندر بہت سی سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کی بھی ضامن ہے۔

َا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى (البقرہ: 178) ہر جگہ،برابری اور مساوات کا نعرہ،یہاں کیوں نہیں ، لیکن اسلام مساوت نہیں عدل ، لہذا معافی اور دیت کا آپشن  
وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ  (المائدہ: 45)  
چین میں موت کی سزا

دنیا اس طرف آرہی ہے ، امریکہ میں موت کی سزا کا آغاز

**2 باعثِ رحمت و برکت**

**عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال :" إقامة حد من حدود الله خيرمن مطر أربعين ليلة في بلاد الله عز و جل "(سنن ابن ماجة: 2537 باب إقامة الحدود حديث صحيح)**

گویا :حد جاری کرنا گویا مخلوق کو گناہ سے اور جرائم سے روکنا ہے اور یہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے یعنی نزول برکات کا سبب ہے

اس کے برعکس حدود کو معاف کرنا یا ان کو جاری کرنے میں سستی کرنا گویا مخلوق کو گناہ وجرائم میں مبتلا ہونے کا موقع دینا ہے

اور گناہ ومعاصی کا پھیل جانا قحط سالی میں گرفتار ہونے کا سبب اور انسان ہی نہیں بلکہ غیر انسانی مخلوق کو بھی ہلاکت وبربادی کے دروازے پر پہنچانے کا ذریعہ ہے جیسا کہ منقول ہے کہ چرند پرند بنی آدم کے گناہوں کے سبب دبلاپے سےمر جاتا ہے یعنی انسان عمومی طور پر برائیوں کی راہ پر لگ جاتا ہے اور گناہ ومعاصی کے ارتکاب کی کثرت ہو جاتی ہے تو اس کی نحوست سے اللہ تعالیٰ بارش نہیں برساتا اور جب بارش نہیں ہوتی تو صرف انسانوں ہی کے لئے قحط نہیں پھیلتا بلکہ اس کی وجہ سے چرند وپرند بھی اپنے رزق سے محروم ہو جاتے ہیں اور وہ بھی مرنے لگتے ہیں ۔

**3۔اصلاحِ نفس**  
وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿[٧](http://tanzil.net/#91:7)﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿[٨](http://tanzil.net/#91:8)﴾ (الشمس)  
  
﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿[٣](http://tanzil.net/#76:3)﴾ (الدھر)

حدیث: كل ابن آدم خطاء، وخير الخطَّائين التوّابون(الترمذی، ابن ماجہ)  
انسان غلطی کا پتلا ہے"  
بعض انسانوں میں فطرت سلیمہ سے انحراف پیدا ہو جاتا ہے اور ان کی طبائع خباثت کا شکار ہوتی ہیں، شرکا ذوق ان میں بڑھ جاتا ہے اور وہ جرم کی مرتکب ہوتی ہیں۔ ان کے نزدیک کسی کی عزت، عظمت اور شرف کا کوئی پاس اور قیمت نہیں ہوتی، نہ انہیں کسی کی فضیلت کا احترام و لحاظ ہوتا ہے، ایسی قسم کے لوگوں کو اگر رسی ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو وہ زمین میں بے پناہ فساد برپا کرتے ہیں، اللہ کے بندوں اور ممالک میں بدبختی طاری ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی اصلاح کا طریقہ بتایا ہے اور ایسے ضابطے اور قوانین بتائے ہیں جو ان کی بے راہ روی کو ٹھیک کرتے ہیں، پس اللہ نے ایسے گم کردہ راہ لوگوں کا علاج، جرم کو بیخ و بن سے اکھیڑنے اور ظلم و زیادتی کے جراثیم ختم کرنے کے لئے حدود نازل کیں۔  
لہذا اسلام نے جو سزائیں دی ہیں۔ ان کا پہلا بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ انسان کی اصلاح کی جائے، چور کا ہاتھ کاٹنا مقصد اسے نکلیف دینا نہیں بلکہ عبرت ہے-رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مخزوم کی عورت کی سزا کے موقع پر سفارش ، پہلی قوموں کی تباہی کاسبب

اور روس میں چوروں کو قید کی سزا دی جاتی تھی لیکن آخر کار روسیوں پر یہ بات عیاں ہوئی کہ قید کی سزا سے چوری ختم نہیں ہوئی بلکہ جرم دن بدن بڑھ رہا ہے تو انہوں نے چور کو گولی سے اڑانے کی سزا متعین کی:  
امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدود کے اسی فلسفہ و حکمت کے بارے میں بڑی بلیغ بات کی:  
إنما شرعت رحمة من الله تعالى بعباده فهي صادرة عن رحمة الله بالخلق وإرادة الإحسان إليهم، ولهذا ينبغي لمن يعاقب الناس على ذنوبهم أن يقصد بذلك الرحمة والاحسان اليهم كما يقعد الوالد تاديب ولده وكما يقعد الطيب معالجة المريض  
**(5) عبرت :اصلاحِ معاشرہ اور جرائم کاخاتمہ**   
(وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ(وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

نکالا من اللہ

اسلامی حدود و تعزیرات کا دوسرا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ معاشرے کے اندر امن اور استحکام پیدا ہو۔ اسلامی فلاحی مملکت کا تو بنیادی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام کے لئے ریاست کو امن کا گہوارہ بنائے اگر مجرم کو سزا نہ دی جائے تو کوئی فلاحی مملکت معرض وجود میں نہیں آ سکتی، معاشرہ جنگل کا معاشرہ ہو گا، جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا قانون چلے گا، یہ چیز پھاڑ کر کھا جانے والے درندوں کی بستی ہو گی، فرد کی سزا اور اصلاح کا مقصد معاشرے کی اصلاح و فلاح ہے، قرآن نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:  
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿[١٧٩](http://tanzil.net/#2:179)﴾ (البقرہ)  
"اے عقل مند انسانو! قصاص میں ہی تمہاری زندگانی ہے"  
  
سعودی عرب اگر آج وہاں جرائم کی تعداد کم ہے، معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ ہے، گاڑیاں بغیر لاک کے کھڑی رہتی ہیں، نماز کے اوقات میں دوکاندار کھلی دکانیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، ڈکیتیاں اور رہزنی کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں تو اس کی وجہ

ڈاکٹر عبدالقادر عودہ مصری شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:  
  
حجاز مقدس اکثر جرائم اور بدترین جرائم میں ایک ضرب المثل تھا۔ دن ہو یا رات ہر وقت انسان خوف و خطرے میں رہتا تھا، دوسرے ممالک اپنے حجاج کے ساتھ ان کی نگرانی کے لئے مسلح دستے بھیجتے تھے تاکہ ان کے حاجی سلامت رہیں اور ان پر ہونے والی زیادتی کو روکا جائے، ۔ اس کے باوجود حاجیوں کے قافلے لوٹ لئے جاتے تھے، ان کے سامان چوری ہوتے اور حاجیوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ لیکن جب شریعت اسلامی نافذ ہوئی تو دن و رات میں انقلاب برپا ہوا، حجاز مقدس کے سب شہروں میں امن کا دور دورہ ہوا۔ مقیم اور مسافر سب مطمئن ہوئے، لوٹ مار، چوری اور قتل کا عہد ختم ہوا اور جرائم کی خبریں قصہ پارینہ بن گئیں۔" (ص:226)  
 F.B.I ہر سال دنیا میں جرائم کے تناسب کے اعداد و شمار شائع کرتا ہے، جس میں کتنے سالوں سے یہ بات مشاہدے میں آ رہی کہ فی الوقت دنیا میں سب سے کم جرائم صرف سعودی عرب میں ہوتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں جتنی بھی سزائیں دی گئیں وہ سب سرعام مسجد نبوی کے سامنے دی گئیں۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کے سامنے جب رجم کیا گیا تو وہ بھاگے۔ عید گاہ تک جاتے جاتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں رجم کر دیا۔ غامدیہ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی کے سامنے رجم کیا گیا۔ مخزومیہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ مسجد نبوی کے سامنے کاٹا گیا، اس پہر کسی نے چوں و چرا نہ کی لیکن حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ آج ہمارے نام نہاد دانشور اور بعض جدید تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ لوگ یہ کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے کہ "سرعام سزا دینا انسانیت کی توہین ہے۔" تو کیا نعوذباللہ من ذلک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسان نہ تھے؟ وہ تو شرفِ انسانی کے ایسے مقام و مرتبہ پر فائز تھے کہ آج کا بڑے سے بڑا ولی اللہ ان کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ دراصل اعتراض کرنے والے حضرات کو سرعام سزا دینے میں جو مقامِ عبرت ہے اس کی حکمت سمجھ نہیں آتی

م دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر آج ہماری حکومت اسلامی حدود و تعزیرات کو نافذ نہ بھی کرے مگر انگریز کے قانون کے مطابق جو پھانسی کی سزائیں جیلوں میں چھپ کر دی جاتی ہیں انہیں اگر آج سرعام نافذ کرنا شروع کر دیں تو یقینا معاشرے سے جرائم کی تعداد میں کمی ہو گی ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔  
  
جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں لاہور کے پپو کیس میں تین مجرموں کو جیل روڈ پر سرعام پھانسی کی سزا دی گئی تھی لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا، پھانسی کا منظر دیکھنے کے بعد لوگ توبہ توبہ کرنے اور کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھروں کو رخصت ہو رہے تھے۔ اس دن کے بعد پاکستان کی چھ مہینے کی اخبارات اٹھا کر دیکھیں ان میں آپ کو کسی جرم کا نشان نظر نہیں آئے گا۔ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب اسلام اپنی صحیح صورت میں نافذ ہونے والا ہے۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ اسلام کا نفاذ نہیں ہوا تو معاشرے میں جرائم پھر سے شروع ہو گئے۔  
  
سعودی عرب میں قرآن و سنت کے احکام کے عین مطابق آج بھی سزائیں بیت اللہ کے سامنے، مسجد نبوی کے سامنے اور ہر شہر میں جامع مسجد کے سامنے نافذ کی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ مجرموں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ انسانی فطرت میں بعض اوقات جرم پل اور بڑھ رہا ہوتا ہے لیکن انسان نے اس پر عمل نہیں کیا ہوتا۔ سزا کے مشاہدے سے ایسے مجرم ضمیر خود بخود اپنی اصلاح کرتے ہیں اور جرم سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔  
  
**6 اقتصادی ترقی**  
معاشرے کا امن و امان ہی دراصل اقتصادی ترقی کا ضامن ہوتا ہے، جن ممالک میں قدم قدم پر ڈاکے پڑتے ہوں، بنک لوٹے جاتے ہوں، اور راتوں کو چور لوگوں کی نیندیں حرام کر دیں، قتل و غارت گری کا بازار گرم رہے تو وہ ملک اقتصادی موت مر جاتے ہیں۔ لہذا اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ سے ہر ملک کی اقتصادی ترقی بھی وابستہ ہے۔ جہاں اقتصادی ترقی ہو گی وہاں لازما معاشرتی سکون آئے گا۔ مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو گی، مظلوم کی داد رسی ہو گی اور عوام الناس میں قانون شکنی کی ہمت نہیں رہے گی، معاشرتی دشمنیاں، حسد اور کینہ اس قسم کی روحانی بیماریوں سے معاشرہ محفوظ رہے گا۔ غربت و افلاس کے سائے ختم ہوں گے اور خوشحالی اور فارغ البالی کا دور دورہ ہو گا۔  
**7 آخرت کے عذاب سے چھٹکارا**  
اسلامی حدود و تعزیرات کا اعجاز

جس آدمی کو اس جہاں میں اسلامی شریعت کے مطابق سزا مل جائے تو آخرت میں اللہکی طرف سے اسے کوئی سزا نہیں دی جاتی گویا وہ آدمی پاک و صاف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ جب حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہا کو رجم کیا گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھانے کی تیاری کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی "اتصل على الزانية" (کیاآپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زانیہ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ تم نہیں جانتے "لقد تابت توبة لو قسمت على هذه القرية لكفتها" (اس عورت نے اتنی سچی توبی کی ہے کہ اگر اس کی توبہ کو مدینہ طیبہ کے سب گناہ گاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو جائے)  
اعتراف جرم کی وجہ  
قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ﴿[٨١](http://tanzil.net/#9:81)﴾  
یہ تھا وہ خوف جس کی بناء پر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ خود اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کرتے، اپنے گناہوں پر نادم ہوتے،  
  
ضمنا ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی کا جرم قانون سے پوشیدہ رہتا ہے تو اس کی سزا کا معاملہ کیا ہو گا؟

**سزا کی تعیین کی فلاسفی** :انسانی عقل گناہ اور جرائم کو پہچان سکتی ہے :لیکن 1 کس گناہ ، جرم میں سزا ہو نی چاہیے اور 2 کس میں نہیں ہونی چاہیے۔3 پھر سزا کتنی ہونی چاہیے، کب ، طریقہ کار